بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ششنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۱۶ امان ۱۳۴۴ ہش | ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ | ۱۶ مارچ ۱۹۶۵ء | نمبر ۶۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۵ مارچ بوقت ۹ ½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمان بطور درخت کے ہے اور اعمال اس کی آبپاشی کے لئے بطور نہروں کے ہیں

جب تک اعمال سے ایمان کے پودہ کی آبپاشی نہ ہو اس وقت تک شیریں پھل حاصل نہیں ہوتے

"دوزخیوں کے لئے بیان کیا گیا ہے کہ ان کو زقوم کھانے کو ملے گا اور بہشتیوں کو اس کے بالمقابل دودھ اور شہد کی نہریں اور قسم قسم کے پھل بیان کئے گئے ہیں اس کا کیا سر ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں بالمقابل بیان ہوئی ہیں۔ بہشت کی نعمتوں کا ذکر ایک جگہ کر کے یہ بھی فرمایا ہے کلما رزقوا منہا من ثمرۃٍ رزقاً قالوا ھٰذا الذی رزقنا من قبل۔ واتوا بہ متشابھاً تو اس میں رزقنا من قبل سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کے آم خربوزے اور دوسرے پھل اور دنیا کا دودھ اور شہد ان کو یاد آجائے گا نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ مومن جو اخلاص اور محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس ذوق شوق سے جو لذت ان کو محسوس ہوتی ہے تو بہشت کی نعمتوں اور لذتوں کے حاصل ہونے پر وہ لذت ان کو یاد آجائیگی کہ اس قسم کی لذت بخش نعمتیں ہمارے رب کی طرف سے پہلے بھی ملتی رہی ہیں۔ چونکہ بہشتی زندگی اسی عالم سے شروع ہوتی ہے اس لئے ان نعمتوں کا ملنا بھی یہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ ورنہ بہشت کی نعمتوں کے بارہ میں تو آیا ہے کہ نہ ان کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ تو ان دنیوی پھلوں سے ان کا رشتہ کیا ہوا۔

"ایمان اور اعمال کی مثال قرآن شریف میں درختوں سے دی گئی ہے۔ ایمان کو درخت بتایا ہے اور اعمال اس کی آبپاشی کے لئے بطور نہروں کے ہیں۔ جب تک اعمال سے ایمان کے پودہ کی آبپاشی نہ ہو اس وقت تک وہ شیریں پھل حاصل نہیں ہوتے۔ بہشتی زندگی والا انسان خدا تعالیٰ کی یاد سے ہر وقت لذت پاتا ہے اور جو بدبخت دوزخی زندگی والا ہے تو وہ ہر وقت اس دنیا میں زقوم ہی کھا رہا ہے۔ اس کی زندگی تلخ ہوتی ہے۔ معیشۃً ضنکاً بھی اسی کا نام ہے جو قیامت کے دن زقوم کی صورت پر متمثل ہو جائے گی۔ غرض دونوں صورتوں میں باہم رشتے قائم ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۱۵ مارچ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد جو انجمن احمدیہ مشرقی پاکستان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے ڈھاکہ گئے ہوئے تھے۔ گزشتہ رات ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب صدر نگران بورڈ ۸ مارچ کو ہی واپس تشریف لے آئے تھے۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب بھی واپس آگئے ہیں۔ تاہم آپ اب کراچی تشریف لے گئے ہیں۔

— سیرالیون سے بذریعہ کیبل اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب بخیریت فری ٹاؤن (سیرالیون) پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا داخل جانا مبارک کرے۔ اور ان کو خدمت سلسلہ کی بڑھ چڑھ کر توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وکالت تبشیر ربوہ)

— محترم صاحبزادہ محمد طیب صاحب لطیف کی آنکھ کے موتیا بند کا اپریشن چند روز تک میو ہسپتال لاہور میں ہونے والا ہے۔ صحابہ کرام حضرت مسیح موعود دیگر بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپریشن کامیاب فرمائے۔ آمین

— میاں احمد الدین صاحب جھنگ صدر۔ آنکھوں کے اپریشن کے لئے شجاع آباد ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب کامیاب اپریشن کے لئے دعا فرمائیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد)

— محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب "مسلمانوں کے زوال کے اسباب" کے موضوع پر ۱۷-۳-۶۵ بروز بدھ دوپہر کو بارہ بجکر ۱۰ منٹ پر جامعہ احمدیہ ہال میں تقریر فرمائیں گے۔ احباب کثرت سے شامل ہوں۔

(نائب الرئیس للجمعیۃ العلمیہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ مارچ ۶۵ء

ایک مراسلہ

آج کا اداریہ ہم ایک مراسلہ کی نذر کرتے ہیں جو صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۱۹ فروری ۶۵ء سے نقل کیا جاتا ہے ۔ اس مراسلہ میں مودودی صاحب کے متعلق جو اظہار خیال کیا گیا ہے ۔ اس میں جہاں تک ان کی علمی قابلیت کی تعریف ہے کوئی اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں ۔ لیکن جن لوگوں نے مودودی صاحب کی اوّل سے لے کر آخر تک کی تمام تصانیف کا غور سے مطالعہ کیا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کی تبدیلی کردار پر جو تاسف کیا گیا ہے وہ مغالطہ پر مبنی ہے ۔ آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگرچہ آپ عملاً مختلف حالات میں اپنے پینترے بدلتے رہتے ہیں ۔ مگر جو کچھ ان سے اب ظہور میں آیا ہے وہ آپ کی اولین نظریات کے عین مطابق ہے ۔ آغاز ہی سے یہ معلوم کرنا مشکل نہیں ہے کہ انجام یہی ہونا تھا ۔ مثلاً آپ کی سب سے پہلی تصنیف "جہاد فی الاسلام" ہے ۔ اس کتاب میں آپ نے اسلامی "جہاد" کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس سے یہاں بحث نہیں ۔ لیکن مودودی صاحب نے اپنا طبع زاد نظریہ تشدد داخل کر کے کتاب کی تمام افادیت کو ضائع کر دیا ہے ۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کا یہ فرمانا ۔ کہ آپؐ کی اصلاح وارشاد کی تمام کوششیں اس وقت تک بار آور نہ ہو سکیں جب تک آپؐ نے تلوار ہاتھ میں نہیں لی ۔ اور یہ کہ تبلیغ کی تخم ریزی سے پہلے "تلوار کی قلبہ رانی ضروری ہے ۔ آپؐ کی تمام جدوجہد کی کلید ہے ۔

آپ نے اپنی تصنیف "تجدید واحیاء دین" میں جو آپ کی اولین تصانیف میں سے ہے ۔ فرمایا ہے کہ :۔

"انبیاء علیہم السلام کا منتہائے مقصود ہی اقتدار پر قبضہ کرنا ہوتا ہے ۔"

پھر رسالہ الجہاد میں بھی فرمایا ہے کہ "اسلامی پارٹی واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے جو بزور قوت باطل سے اقتدار چھینتی ہے ۔"

اس نظریہ کو سامنے رکھ کر مودودی صاحب کے موجودہ کردار کا جائزہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنے نظریات میں تبدیلی نہیں کی بلکہ جو کچھ آپ نے اب کیا ہے وہ اس سے بہت کم ہے جو نظریات سے ثابت ہوتا ہے ۔

باقی رہی یہ بات کہ مودودی صاحب نے بسا اوقات موجودہ سیاسی پارٹی بازی کی اور سیاسی اداروں کی مذمت کی ہے تو یہ بات صرف آپ کی تلون مزاجی پر دلالت کرتی ہے اور اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ آپ ایک تیسرے درجے کے بہت بڑے ادیب اور شاعر بھی ہیں ۔ جو انتہائی مبالغہ سے وقتی طور پر بات ایسے انداز میں کہہ سکتے ہیں جو ایک دم کے لئے معقول نظر آتی ہے ۔ اور یہی نیم خواندہ لوگوں میں آپ کی مقبولیت کی بڑی وجہ ہے ۔ کیونکہ کوئی حقیقی عالم آپ کے ساتھ زیادہ دیر نہیں چل سکا ۔ آپ کے ساتھ آخر تک وہی لوگ چل سکتے ہیں جو آپ کی طرح تیسرے درجے کے ادیب اور شاعر ہیں اور مذہب کا ایک ناتمام تصور رکھتے ہیں ۔

خواہ مودودی صاحب کتنے بڑے عالم ہی کیوں نہ ہوں اور خواہ وہ برتی مقبولیت حاصل کرنے میں کتنے بھی ماہر کیوں نہ ہوں ۔ ان کی طبعی ماہریت کا نہ سیاست کو اور نہ اسلام کو کوئی فائدہ پہنچا ہے ۔ بلکہ جہاں تک تبلیغ اسلام کا تعلق ہے انہوں نے سخت نقصان پہنچایا ہے اور اپنے تشدد آمیز اور جارحانہ فلسفہ سے مغربی اور مشرقی معترضین اسلام کو بیحد تقویت پہنچائی ہے جس کا تدارک اب ان سے بھی ناممکن ہے ۔

افسوسناک یہ امر ہے کہ آپ نے اپنی بے احتیاطی سے ان لوگوں کے لئے بھی مشکلات پیدا کی ہیں جو مغرب ومشرق میں اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے نکلے ہیں ۔ آپ نے اسلام کی جو جارحانہ توجیہات کی ہیں وہ اسلام کی حقیقی سپرٹ کے بالکل منافی ہیں ۔

الغرض آپ نے اس زمانہ میں مذہب اسلام کے مفاد کو سخت نقصان پہنچایا ہے ۔ اتنا نقصان کہ جتنا متعصب سے متعصب پادری اور آریہ بھی نہیں پہنچا سکے ۔ مراسلہ ملاحظہ ہو :۔

"مولانا مودودی کے سیاست میں آتے ہی کیسے شرمناک حملے ان کی ذات پر ہوئے ہیں اس کا مشاہدہ میں نے یہاں آکر کیا تو بڑا ہی صدمہ ہوا ۔ اور آپ کا مخلصانہ مشورہ یاد آگیا جو آپ نے ایک ڈیڑھ سال پہلے مولانا موصوف کو "صدق" کے ذریعہ دیا تھا ۔ مولانا مودودی نے اپنی شخصیت کو سیاست میں پڑ کر چاروں طرف سے شرمناک حملوں کا موضوع بنا لیا ۔ کیونکہ انہوں نے سیاست میں آنے کے بعد بھی بجائے کسی اصولی بات کے وہی باتیں کرنی شروع کر دیں جو کہ کبھی کبھی ان کی عادت میں داخل تھیں ۔ اس پر کسی اور کو کیا الزام دیا جا سکتا ہے ۔ مولانا تو خود اس بات کی تبلیغ کیا کرتے تھے کہ موجودہ سیاست میں عقلمندوں اور شریفوں کی کوئی گنجائش نہیں ۔ کہاں اب وہ عقلمندوں کی صف سے نکل کر سیاست کے کوچے میں داخل ہو گئے اور ماڈرن سیاستدانوں ہی کی سطح پر اتر آئے ۔ ان کا تو فرض یہ تھا کہ وہ سیاست کی گندگیوں کو صاف کرتے ۔ لیکن دکھائی ایسا پڑتا ہے ۔ کہ وہ بجائے سیاست کی گندگیوں کو دھونے کے خود ہی اس گندگی میں ملوث ہو گئے ۔ ان کی پوزیشن ایک دینی مصلح کی تھی اور اس میں شک نہیں انہوں نے دینی حیثیت سے بڑے اہم کارنامے انجام دیئے ہیں ۔ جس کی وجہ سے دینی حلقوں میں ان کا احترام قائم ہو گیا تھا مگر مولانا کے دماغ میں کیا سما گئی کہ انہوں نے اپنے اچھے خاصے وقار کو اپنے ہی ہاتھوں ختم کر دیا ۔ ادھر انہوں نے اس معاملے میں اپنے مخلصین کے مشورہ پر بھی غور کرنا مناسب نہ سمجھا ......

.... اور اب ان کے مقلدین ہارے ہوئے پہلوان کی طرح اپنا غصہ ان لوگوں پر اتار رہے ہیں جو کہ حقیقت میں ان کے ہی خواہ ہیں ۔ چنانچہ میں نے اکثر نجی مجلسوں میں دیکھا کہ سب سے زیادہ غصہ آپ پر ہے ۔ اٹھتے بیٹھتے مولانا عبدالماجد دریابادی یا مولانا امین احسن اصلاحی ہی ان کی اصل تنقید کا موضوع ہیں ۔ اچھے اچھے پڑھے لکھے بھی سنجیدگی ومتانت کا دامن چھوڑ کر بے ہودہ گوئی اور دروغ گوئی پر اتر آئے ہیں ۔ ــــ جماعت اسلامی میں بڑے اچھے دیندار اور تعلیمیافتہ حضرات شامل ہیں ۔ حیرت ہے کہ سب حضرات سنجیدگی سے سوچنے کے بجائے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کا مصداق بنے ہوئے ہیں ۔ ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی اور کیا رنج والم کی بات ہو گی کہ مولانا مودودی کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک پڑھا لکھا طبقہ "سیاسی بھاشنی" میں مبتلا ہو کر دینی واصلاحی پروگراموں کو خیر باد کہہ چکا ہے ۔ چنانچہ ہمیں یہ دیکھ کر بہت ہی دکھ ہوا کہ جماعت اسلامی کا اب سارا زور بجائے کسی مذہبی سرگرمی کے سیاسی اکھاڑے بازی ہی کی طرف ہے سابق میں مولانا مودودی نے بڑی ہی دینی خدمات انجام دی ہیں جو اظہر من الشمس ہے ۔ اور اسی لئے مسلمانوں کی جمعیت ان کے ساتھ تھی ۔ مگر آج جو لائن انہوں نے اختیار کر رکھی ہے ۔ اسے دیکھ کر ختم نبوت کے شہداء کی روح بلبلا رہی ہو گی ۔ اور وہ مولانا مودودی مدظلہ سے سوال کر رہی ہوں گی ، کیا آپ نے اپنے سیاسی اقتدار کے لئے ہمیں مذہب کی آڑ میں قربانی کا بکرا بنایا تھا ۔ میرا سر شرم سے زمین میں گڑ گیا جب میں نے یہ دیکھا کہ جو لوگ پہلے مولانا مودودی کے معتقد تھے وہ اب کھلے عام ان کو مولوی .... کے ناقابل تحریر الفاظ سے پکار رہے ہیں ۔ پاکستان میں مولانا مودودی ہی ایسے شخص تھے جن کی شخصیت پر پورا اعتماد وبھروسہ کیا جا سکتا تھا ۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ مولانا کی غیر ذمہ دارانہ روش پر ان لوگوں کو کتنا دھچکا لگا ہو گا ۔ جو مولانا محترم سے اس قسم کا حسن ظن رکھے ہوئے تھے ۔

اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا ہے ۔ مولانا کو چاہیئے کہ وہ وقتی زندہ باد کے نعروں میں کھونے کے بجائے ۔ ٹھوس دینی پروگراموں کو اپنائیں ۔ ایک عالم کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ان برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے میدان عمل میں آئیں ۔ جن کی وجہ سے پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی ملک بننے سے ابھی تک محروم ہے ۔

انداز بیان گو تلخ ہو گیا ہے ۔ لیکن مولانا موصوف اور ان کی جماعت کے لوگ یہ یقین رکھیں کہ اس میں ان کی ہجو یا تذلیل قطعاً مقصود نہیں ہے بلکہ تمام تر ان کی بھلائی ہی پیش نظر ہے ۔"

نیاز مند　　محمود سعید بلالی دہلوی

(ایڈیٹر آزاد دنیا دہلی ۔ حال وارد کراچی)

صدق ۔ تلبیس ابلیس میں ابن جوزیؒ نے ان خوشنما طریقوں کی کچھ تفصیل لکھی ہے ۔ جن سے شیطان اکثر اچھے اچھے عالموں فاضلوں ، صوفیوں ۔ درویشوں کو تباہ کیا کرتا ہے ۔ مولانا کے مخلصین اور سابق مخلصوں کو چاہیئے کہ اب بھی وہ مولانا کی بازگشت کیلئے دعائے خیر کرتے رہیں ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا میں بعد اذ ھدیتنا کا ٹکڑا بہت ہی بلیغ ہے ۔ ہدایت کے بعد زیغ سے ہم سب کو محفوظ رکھے ۔"

(ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو ایمان افروز مکتوب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو ایمان افروز مکتوب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ مکتوب حضور نے آج سے اکیاسی سال قبل ۱۸۸۴ء میں ریاست کپورتھلہ کے ایک معزز اور بااثر بزرگ حاجی ولی اللہ صاحب مرحوم کے نام تحریر فرمائے تھے۔ (ملک فضل حسین احمدی مہاجر)

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد بخدمت مخدومی و مکرمی اخویم محمد ولی اللہ صاحب بعد سلام مسنون گزارش آنکہ آپ کا عنایت نامہ مرقومہ ۱۱ ذیقعدہ جس کے لفافہ پر اس عاجز کا نام لکھا ہوا تھا پہونچا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان احمد اس عاجز کے بیٹے نے آپ کی خدمت میں کوئی خط بھیجا تھا۔ جس کی اس عاجز کو کچھ اطلاع نہیں ہے۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ اس نے آپ کی طرف کسی چندہ کے بارے میں لکھ کر ناحق آپ کو تکلیف دی۔ وہ اس وقت یہاں قادیان میں موجود نہیں ہے۔ گورداسپور میں گیا ہوا ہے۔ بہرحال اب باعث تحریر ان چند سطور کا صرف برادرانہ نصیحت ہے کہ الدین النصیحۃ اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جیسا آپ کا خط پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ ایسے امور میں وساوس پکڑ رہے ہیں کہ جن پر سوئے ظن مضر ایمان ہے۔ اور نعوذ باللہ رفتہ رفتہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک ادنیٰ امر دین کے انکار سے ایمان ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ پھر اس صورت میں ایمان کا کیا حال ہوگا۔ کہ ایک بڑے اصول دینی کا انکار کیا جائے۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رکھنے کے لئے خداتعالےٰ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک نبی کے بعد بوقت ضرورت دوسرا نبی آتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا پر ظہور فرما ہوئے اور خداتعالےٰ نے اس نبی کریمؐ کو خاتم الانبیاءؐ ٹھہرایا۔ تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ہم و غم رہتا تھا کہ پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جس سے روحانی طور پر تسلی ہو۔ اور اس حالت میں فساد امت کا اندیشہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں۔ تب خداتعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا۔ جس کے ہاتھ پر خداتعالےٰ دین کی تجدید کرے گا۔ اور فرمایا ان نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی ہم آپ قرآن شریف کی حفاظت کریں گے اور اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو بھیجتے رہیں گے کہ جو کمالات نبوت پاکر حق جل وعلیٰ اور اس کے بندوں میں واسطہ بن کر راہ راست کی لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ جو شخص اپنے وقت کے امام کو شناخت نہیں کرتا۔ اس کی موت جاہلوں کی سی موت ہوگی۔ اور حقانی معرفت اور حقیقی ایمان سے بے نصیب رہے گا۔ اب آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ کے دونوں خطوں سے سخت بدگمانی کی بدبو آتی ہے۔ جس حالت میں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی خبر دے دی ہے تو آپ قطعاً اس خبر کا انکار کرکے کس طرف بھاگ سکتے ہیں۔ کیونکر آپ اس بات کو چھپا سکتے ہیں کہ بلاشبہ صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضرور ہے۔ جب تک آپ کو اس بات کی اطلاع نہ دی جاتی۔ کہ اس خبر کا فلاں کس مصداق ہے۔ تب تک آپ کا یہ قول ہونا چاہیئے تھا کہ ہم بلاشبہ ایمان لاتے ہیں۔ کہ برطبق پیشگوئی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مجدد صدی کے سر پر پیدا ہوگیا ہے جس کی ہم کو آج تک خبر نہیں اور جب آپ کو ایک شخص نے اطلاع دے دی کہ وہ مجدد میں ہوں اور بہت سے انوار و برکات ظاہر کرنے سے خداتعالےٰ نے اس کی مجددیت ثابت کی تو پھر آپ کو اگر کچھ شک تھا تو آپ جیفہ دنیا سے چند روز فراغت کرکے اس کی خدمت میں دوڑتے اور اس سے تسلی اور تشفی کر لیتے۔ اے عزیز دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ خداتعالےٰ کی جناب میں کسی کا تکبر پیش نہیں جاتا۔ جیسے رسول کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ ایسا ہی امام وقت کے انکار سے اس قدر ضعف ایمان ہو جاتا ہے کہ آخر سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔ نکمی بحثیں اس جگہ پیش نہیں جاتیں۔ ایمان حقیقی اور یقین کامل وہ نعمت ہے کہ بجز التزام کونوا مع الصادقین کبھی ہاتھ نہیں آتا۔ اور لاف وگزاف اس جناب میں پیش نہیں جاتی۔ اور اگر اس عاجز نے کسی کو مدد کے لئے کہا تو برعایت ظاہر اسباب کہا ورنہ یہ عاجز مخلوق کو ہیچ اور لاشے سمجھتا ہے۔ وللہ خزائن السمٰوات والارض ولکن المنافقین لا یفقھون۔ خدا کرے کہ آپ ان خیالات سے توبہ کریں۔ کہ مرگ نزدیک ہے۔ اور اگر دل میں وساوس ہوں تو بکثرت ملاقات کریں۔ تا اگر خدا چاہے تو ایمان سلامت لے جائیں۔ فتوبوا ثم توبوا ثم توبوا۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

دو اشتہار بھیجے جاتے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھیں۔

غلام احمد عفی عنہ دسمبر ۱۸۸۴ء

(۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ

بعد سلام مسنون۔ آنمخدوم کا دوبارہ عنایت نامہ پہنچا اس عاجز کو اگرچہ بباعث ملالت طبع طاقت تحریر جواب نہیں لیکن آنمخدوم کی تاکید دوبارہ کی وجہ سے کچھ بطور اجمال عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔

(۲) تجدید کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کم یا زیادہ کیا جائے۔ اس کا نام تو نسخ ہے۔ بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے۔ اور طرح طرح کے زوائد اس کے ساتھ لگ گئے ہیں۔ یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آگئی ہے۔ یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طرق اور قواعد محفوظ نہیں رہے۔ ان کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔ وقال اللہ تعالیٰ

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا

یعنی عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دل مر جاتے ہیں۔ اور محبت الٰہی دلوں سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور ذوق اور شوق اور حضور اور خضوع نمازوں میں نہیں رہتا۔ اور اکثر لوگ رو بدنیا ہو جاتے ہیں۔ اور علماء میں نفسانیت اور فقراء میں عجب اور پست ہمتی اور انواع و اقسام کے بدعات پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو ایسے زمانہ میں خداتعالےٰ صاحب قوت قدسیہ کو پیدا کرتا ہے۔ اور وہ حجت اللہ ہوتا ہے اور بہتوں کے دلوں کو خداتعالےٰ کی طرف کھینچتا ہے۔ اور بہتوں پر اتمام حجت کرتا ہے یہ وسوسہ بالکل نکما ہے کہ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں۔ پھر مجدد کی کیا ضرورت ہے۔ یہ انہی لوگوں کے خیالات ہیں جنہوں نے کبھی غمخواری سے ایمان کی طرف نظر نہیں کی۔ اپنی حالت اسلامیہ کو نہیں جانچا۔ اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا۔ بلکہ اتفاقاً مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے۔ اور پھر رسم اور عادت کے طور پر لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ حقیقی یقین اور ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا۔ قرآن شریف تو اس وقت بھی ہوگا جب قیامت آئے گی۔ مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہوں گے۔ کہ جو قرآن شریف کو سمجھتے تھے۔ اور اپنی قوت قدسی سے مستعدین پر اس کا اثر ڈالتے تھے ولا یمسہ الا المطھرون۔

پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے۔ قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے۔ اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب۔ جب تک یہ دونوں نہیں انوار ایمانی ظاہر نہیں ہوتے۔ فتدبروا وتفکروا۔

(۳) اس کا جواب جواب دوم میں آگیا ہے

(۴) اول قرآن شریف مجدد کی ضرورت بتلاتا ہے۔ جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔

وقال اللہ تعالیٰ۔

ان نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

اور ایسا ہی حدیث نبوی بھی مجدد کی ضرورت بتلاتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

(رواہ ابوداؤد)

اور اجماع سنت جماعت بھی اسی پر ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روگرداں ہو سکتا ہے۔ اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے کیونکہ جس حالت میں

خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر مجدد شریعت موسوی تھے اور یہ امت خیر الامم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔

پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشہ خاطر سے فراموش کر دے۔ اور باوجود صدہا خرابیوں کے کہ جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہو گئی ہیں۔ اور اسلام پہ بیرونی طور پر بھی حملے ہو رہے ہیں نظر اٹھا کر نہ دیکھے جو کچھ آج کل اسلام کی حالت خفیف ہو رہی ہے کسی عاقل پر مخفی نہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ پرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے۔ ٹھیک ٹھیک رو بخدا کتنے ہیں کہاں ہیں اور کدھر ہیں۔

(۵) آپ کا پانچواں سوال میں سمجھا نہیں اور نہ مجھ سے پڑھا گیا۔

(۶) ہر ایک صدی میں کوئی نامی مجدد پیدا ہونا ضروری نہیں۔ نامی گرامی مجدد صرف اسی صدی کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس میں سخت ضلالت پھیلتی ہے۔ جیسے آج کل ہے۔

(۷) حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں میں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے۔ کہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً لنعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے شابہت دی ہے۔

سو یہ عاجز مجدد صاحب کا پیرو نہیں ہے۔ بلکہ براہ راست اپنے نبی کریمؐ کا پیرو ہے۔ اور جیسا سمجھایا گیا ہے بدلی یقین سمجھتا ہے۔ کہ ان سے اور ایسا ہی ان بہتوں سے کہ جو گزر چکے ہیں افضل ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

خدا تعالیٰ کا کلام مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے۔ مجھ کو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور نیز دوسرے ایسے لفظوں سے جن کے سننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی۔ اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر انی فضلتک علی العالمین۔ قل انی ارسلت الیکم جمیعاً۔ یہ بات بخوبی کھول دی ہے کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ پس سوال ہشتم کے جواب میں اسی قدر کافی ہے۔

(۹) اس ناکارہ کے والد مرحوم کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا وہی ہیں جو حکیم حاذق تھے اور دنیوی وجاہت پر اس ملک کے گرد و نواح میں مشہور بھی تھے

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مرزا غلام احمد ۳۰ دسمبر ۱۹۰۰ء

"میں نہیں کہتا کہ بت پرست عمر نہیں پاتے یا دہریہ یا انا الحق کہنے والے جلد پکڑے جاتے ہیں کیونکہ ان غلطیوں اور ضلالتوں کی سزا دینے کے لئے دوسرا عالم ہے۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ الہام مجھ کو ہوا حالانکہ جانتا ہے کہ وہ الہام اس کو نہیں ہوا وہ جلد پکڑا جاتا ہے اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ قرآن اور انجیل اور توریت نے یہی گواہی دی ہے۔ عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے اور اس کے مخالف کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کر سکتا اور نہیں دکھلا سکتا کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس برس تک یا اٹھارہ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا اور جھوٹے طور پر خدا کا مقرب اور خدا کا فرستادہ اپنا نام رکھا اور اس کی تائید میں اپنے دل سے الہامات تراش کر مشہور کرتا اور پھر وہ باوجود ان مجرمانہ حرکات کے پکڑا نہ گیا۔"

(ملفوظات ششم صفحہ ۲۰۸)

حضرت مسیح علیہ السلام اور تمثیلات

(مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناصر)

حضرت مسیح علیہ السلام ایک انسان اور اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ وہ اسی طرح بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آئے تھے جس طرح دوسرے رسول اپنی اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آتے رہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو کروڑوں انسان خدائی کا درجہ دینے لگے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنے لگے جو انسانی طاقت سے بالا ہیں۔

ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ اس تضاد کی کیا وجہ ہے کہ ایک طرف تو یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہوا پانی اور درخت تک مسیح علیہ السلام کا کہا مانتے تھے۔ انسانوں کو کہتے ہیں کہ تم میرے پیچھے ہو لو تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان کے پیچھے ہو لیتے ہیں مگر دوسری طرف ہمیں انجیل سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام لوگوں سے ڈر کر چھپتے پھرتے تھے اور انہیں کہیں ٹھکانا نہیں ملتا تھا۔ کہیں وہ ایسے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں کہ انہیں تمام انسانوں کے گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔ اور کسی جگہ وہ خود اپنے نیک ہونے سے بھی انکاری ہیں دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کا کلام جو انجیل میں درج ہے وہ قریباً سارے کا سارا ہی تمثیلات۔ مجازات اور استعارات کے رنگ میں ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت پہلے سے یہ پیشگوئی تھی کہ وہ تمثیلوں میں کلام کریں گے۔ چنانچہ زبور $\frac{78}{2،1}$ میں مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ

"اے میرے لوگو! میری شریعت کو سنو۔ میرے منہ کی باتوں پر کان لگاؤ۔ میں تمثیل میں کلام کروں گا۔ اور قدیم معمے کہوں گا"

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام تمثیلوں میں کلام کرتے تھے چنانچہ متی $\frac{13}{34، 35}$ میں لکھا ہے کہ:

"یہ سب باتیں یسوع نے تمثیل میں کہیں۔ اور وہ بغیر تمثیل کے ان سے کچھ نہ کہتا تھا تاکہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو۔ کہ میں تمثیلوں میں اپنا منہ کھولوں گا"۔

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے:

"وہ ان کو پاس بلا کر ان سے تمثیلوں میں کہنے لگا"۔

(مرقس $\frac{3}{23}$)

ان حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تمثیلوں میں ہی باتیں کرتے تھے۔ چنانچہ شاگردوں نے اس سلسلہ میں اعتراض بھی کیا ہے۔ جیسا کہ متی $\frac{13}{10}$ میں لکھا ہے کہ:

"شاگردوں نے پاس آکر اس سے کہا کہ تو اس سے تمثیلوں میں کیوں باتیں کرتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا اس لئے کہ تم کو آسمان کی بادشاہی کے بھیدوں کی سمجھ دی گئی ہے مگر ان کو نہیں دی گئی ..... میں ان سے تمثیلوں میں اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔

پس یہ امر بالکل واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تمثیلوں میں کلام کرتے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام جو اناجیل میں موجود ہے وہ تمثیلوں میں ہے بعض مقامات پر تمثیل کا لفظ استعمال بھی کیا گیا ہے۔ جیسا کہ

"وہ ان کو اپنے پاس بلا کر تمثیلوں میں کہنے لگا" (مرقس $\frac{3}{23}$)۔

اور "وہ ان کو تمثیلوں میں بہت سی باتیں سکھانے لگا" (مرقس $\frac{4}{2}$)

اور "ایک اور تمثیل سنو۔" (متی $\frac{21}{33}$)

وغیرہ میں تمثیل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن بہت سے مقامات پر بغیر تمثیل کا لفظ استعمال کرنے کے بھی کلام کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ظاہر ہے:

(۱) "تب اس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ فصل تو بہت ہے لیکن مزدور تھوڑے ہیں۔ پس فصل کے مالک کی منت کرو۔ کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے مزدور بھیج دے"۔

(متی $\frac{9}{37، 38}$)

(۲) "تم کیا سمجھتے ہو کہ ایک آدمی کے دو بیٹے تھے اس نے پہلے کے پاس جا کر کہا بیٹا تاکستان میں کام کر۔ ....

(متی $\frac{21}{28}$)

(۳) اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے:۔

"اے ریاکار فقیہو تم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو۔ مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں" (متی $\frac{23}{25}$)

الغرض ایسے بہت سے حوالے ہیں جن میں مسیح علیہ السلام نے تمثیل کا لفظ استعمال کئے بغیر تمثیل یا استعارہ سے کام لیا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف بہت سے غلط عقائد اور متضاد باتیں منسوب ہونے کی وجہ یہی تمثیلات و استعارات ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام لوگوں سے تمثیلوں میں ہی باتیں کرتے تھے اور لوگ ان تمثیلات کو پوری طرح سمجھتے نہ تھے اس لئے ان کو ظاہر پر محمول کرنا شروع کر دیتے تھے۔ ورنہ اگر مسیح علیہ السلام کے کلام کو تمثیلات اور استعارات کے رنگ میں غور کیا جائے تو کوئی بات خلاف عقل و نقل نہیں رہتی اور تمام گندے عقائد کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

مسیح علیہ السلام جو تمثیلات اور استعارات بیان کرتے تھے ان کو نہ صرف یہ کہ عوام ہی نہ سمجھ سکتے تھے بلکہ مسیح علیہ السلام کے خاص شاگرد بھی بعض دفعہ ان کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ اور مسیح علیہ السلام کو بعد میں انہیں سمجھانا پڑتا تھا۔

چنانچہ مرقس ۴/۳۳-۳۴ میں لکھا ہے کہ:-

"اور وہ ان کو اس قسم کی بہت سی تمثیلیں دے دے کر ان کی سمجھ کے مطابق کلام سناتا تھا۔ اور بے تمثیل کے ان سے کچھ نہ کہتا تھا۔ لیکن خلوت میں اپنے خاص شاگردوں سے سب باتوں کے معنے بیان کرتا تھا۔"

اسی طرح متی ۱۵/۱۵-۱۷ میں لکھا ہے کہ:-

"پطرس نے جواب میں اس سے کہا یہ تمثیل ہمیں سمجھا دے۔ اس نے کہا، کیا تم بھی اب تک بے سمجھ ہو؟"

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے کہ:-

"اور اس کے شاگردوں نے اس کے پاس آ کر کہا کہ کھیت کے کڑوے دانوں والی تمثیل ہمیں سمجھا دے۔"

(متی ۱۳/۳۶)

ان حوالہ جات سے اور ان کے علاوہ اور بہت سے حوالہ جات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کے حواری بھی ان کی تمثیلات اور استعارات کو پوری طرح سمجھ نہ سکتے تھے۔ پس بقول انجیل ان کی اسی ناسمجھی کا خمیازہ الوہیت مسیح، تثلیث اور کفارہ وغیرہ جیسے عقائد کی صورت میں دنیا کو بھگتنا پڑا۔

جو بات تمثیل اور استعارات کے رنگ میں بیان ہوئی ہے اگر اس کو اسی رنگ میں دیکھا جائے تو کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ مثلاً مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کا مسئلہ ہے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ:-

"اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔"

(متی ۳/۱۷)

اس آیت سے عیسائی صاحبان مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کا استدلال کرتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ بھی اسی طرح استعارہ کا کلام ہے جس طرح کہ دوسرے لوگوں کو۔ حتیٰ کہ بدکاروں کو بھی استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ اس کلام کو ظاہر پر محمول کرنے کی نہ کوئی وجہ ہے اور نہ ہی کوئی قرینہ ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سے قرائن ملتے ہیں۔ مثلاً مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو مخاطب کر کے کہا:-

"اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔" (متی ۲۳/۹)

اسی طرح اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن میں مختلف لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ مگر ان تمام جگہوں پر عیسائی حضرات ابنیت کو استعارہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن جہاں مسیح علیہ السلام کا ذکر آئے وہاں اصل قرار دے لیتے ہیں۔

اس موقعہ پر اگر عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے جس سے آپ اس آیت میں بیٹے سے حقیقی بیٹا مراد لیتے ہیں۔ جب کہ دوسرے لوگوں کے متعلق استعمال ہونے والا یہی لفظ اور معنے رکھتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اس لئے اس جگہ اس لفظ کو ظاہری معنوں پر محمول کرنا درست ہے۔ اور اگر پوچھو کہ مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے تو انجیل کے اسی حوالہ کو پیش کریں گے۔ گویا ابن اللہ ہونے کی دلیل انجیل کی تحریر ہے۔ اور انجیل کی تحریر کی دلیل مسیح کا ابن اللہ ہونا ہے۔ اس کو منطق کی اصطلاح میں مصادرۃ علی المطلوب کہتے ہیں۔ یعنی دعویٰ کو بطور دلیل کے پیش کرنا۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ اس آیت میں بھی لفظ "بیٹا" استعارہ کے رنگ میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ اور بیسیوں جگہ کتاب مقدس میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:-

"مبارک وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔"

(متی ۵/۹)

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ کتاب مقدس میں تو بدکاروں تک کو خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ پس جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ انجیل میں بہت کثرت سے تمثیلات، مجازات اور استعارات استعمال ہوئے۔ بلکہ قریباً ساری اناجیل لکھی ہی اسی رنگ میں گئی ہیں تو کیا ضرورت ہے کہ مندرجہ بالا ایک آیت اور اس جیسی ایک دو اور آیات کو ظاہر پر محمول کر کے انجیل کی سینکڑوں دیگر آیتوں کی مخالفت کی جائے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک عاجز بندے کو شریک ٹھہرا کر خدا کو ناقص ٹھہرایا جائے۔

عیسائی اس جگہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو صرف بیٹا کہا گیا ہے مگر مسیح علیہ السلام کو اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے۔ لیکن اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ جب یہ کلام کیا ہی استعارہ کے رنگ میں گیا ہے تو پھر یہ کہنا کہ یہاں پر اکلوتے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور دوسری جگہ صرف بیٹے کا لفظ ہے ایک بے معنی سی بات ہے۔

اگر بائیبل کے طرز کلام پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے اکلوتے کا لفظ محض ان کو ایک نیک انسان ثابت کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ کیونکہ اس وقت کے اکثر لوگوں اور تمام یہودیوں حتیٰ کہ بدکاروں کو بھی خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ اب اگر مسیح علیہ السلام کو بھی صرف بیٹا ہی کہا جاتا تو بدکاروں اور مسیح علیہ السلام میں کیا فرق ہوتا۔

پس یہ بتانے کے لئے کہ مسیح علیہ السلام خدا کے نیک بندے اور خدا کے رسول ہیں۔ اور اپنے زمانہ کے تمام انسانوں سے روحانیت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے اکلوتے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ورنہ اگر صرف بیٹا ہی کہا ہوتا تو یہودی کہہ سکتے تھے۔ کہ بدکار بھی تو خدا کے بیٹے ہیں۔ پھر مسیح کو اگر بیٹا کہا گیا ہے تو اس میں اس کی خصوصیت کیا ہے۔

پس اکلوتے اور پلوٹھے کے الفاظ نے تو مسیح علیہ السلام کو بدکاروں سے ممتاز کیا ہے نہ یہ کہ وہ سچ مچ خدا کے بیٹے بن بیٹھے۔

پس اصل بات یہی ہے کہ یہاں پر استعارہ کے رنگ میں ان کو بیٹا کہا گیا۔ یہود نے یہ سمجھ کر کہ یہ شخص اپنے آپ کو سچ مچ خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتا ہے انہیں سنگسار کرنا چاہا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے وضاحت کر دی کہ جس طرح دوسرے لوگوں کو استعارہ کے رنگ میں خدا کا بیٹا بلکہ خدا کہا گیا ہے اسی طرح مجھے بھی بیٹا کہا گیا ہے۔ چنانچہ یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۰ تا ۳۶ میں اس کی تفصیل یوں لکھی ہے:-

"یہودیوں نے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں ان میں سے کس کے سبب تم مجھے سنگسار کرتے ہو؟ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کاموں کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں؟"

یہ حوالہ ایک فیصلہ کن حوالہ ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ اس قسم کا کلام جس میں مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا گیا حقیقت پر نہیں بلکہ مجاز اور استعارہ پر مشتمل ہے۔ جیسا حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اس کی تشریح کر دی۔

پس یہ واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مجازاً اور استعارۃً خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اور یہی حال ان معجزات کا بھی ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اندھوں کو آنکھیں دینا۔ بیماروں کو شفا دینا اور مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو کچھ اپنے معجزات کے متعلق بیان فرمایا ہے وہ بھی دراصل استعارہ ہی کے رنگ میں ہے۔ نہ کہ حقیقت کے رنگ میں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنا قول جو کہ حضرت یوحنا کی طرف ان کے پیغام کے جواب پر مشتمل ہے درج ذیل ہے:-

"یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو جا کر یوحنا سے بیان کر دو۔ کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے پھرتے ہیں اور کوڑھی پاک صاف کئے جاتے اور بہرے سنتے ہیں۔ اور مردے زندہ کئے جاتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے۔" (متی ۱۱/۴-۵)

(باقی)

غفلتِ خواب حیاتِ عارضی کو دُور کر
ہے تجھے گر خواہش تعبیر خواب زندگی
(کلام محمود)

نقشہ وصولی لازمی چندہ جات

٢١ر جنوری ١٩٦٥ء تک جو رقوم وصول ہو چکی ہیں ان کا نقشہ نیچے درج ہے تا احباب جماعت یہ اندازہ لگا سکیں کہ کتنی کمی ہے۔ جسے اس عرصہ میں بہر حال پورا کرنا ہے۔

جن جماعتوں کے نام پر یہ ※ نشان لگایا گیا ہے۔ ان کے سال رواں کے بجٹ ابھی نہیں ملے۔

جن جماعتوں پر یہ ⊗ نشان لگایا گیا ہے۔ ان کے بجٹ زیر پڑتال ہیں۔

ناظر بیت المال ربوہ

(قسط نمبر ٤)

و۔ بجٹ دو ہزار روپیہ سے زائد

نمبر ترتیب	نام جماعت	وصولی فیصدی: چندہ عام وحصہ آمد	وصولی فیصدی: چندہ جلسہ سالانہ	نمبر ترتیب	نام جماعت	وصولی فیصدی: چندہ عام وحصہ آمد	وصولی فیصدی: چندہ جلسہ سالانہ
١	قمر آباد	٩٩	٩٨	٢	سمبڑیال	١٠٠	٩٠
٣	گرمولہ ورکاں	٩١	٩٣	٤	دار النصر غربی ربوہ ⊗	١٠٠	٧٦
٥	گھٹیالیاں کالج	٧٤	١٠٠	٦	خوشاب	٨٠	٨٤
٧	عزیز پور ڈوگری	٦٠	١٠٠	٨	مانسہرہ	٦٥	٧٤
٩	گکھڑ منڈی	٥٥	٧١	١٠	جیکب آباد ※	٦٠	٦٥
١١	داؤد خیل	٧١	٥٣	١٢	شاہدرہ ※	١٠٠	٢١
١٣	کلسیاں ※	٦٢	٥٦	١٤	ڈڈلمیال	٣٠	٨٧
١٥	کرونڈی	٣٢	٨٣	١٦	ناصر آباد اسٹیٹ ※	٥٨	٥٦
١٧	نصرت آباد اسٹیٹ	٣١	٨٢	١٨	عارف والا	٤٥	٦٥
١٩	کریم نگر فارم	٥٤	٥٦	٢٠	ٹانگٹ اونچے	٥٦	٤٩
٢١	چک چھٹہ	٤٦	٥٤	٢٢	منڈی بوریوالہ	٤٥	٥٥
٢٣	گوکھو جھا لیپور	٤١	٥٧	٢٤	چک ١٢١ ج ب گوکھووال	٣٩	٥٧
٢٥	میانوالی	٦٠	٣٥	٢٦	میرپور (آزاد کشمیر)	٥١	٤٤
٢٧	چک ١٢٧ ر ب ہلالپور	٤٥	٤٥	٢٨	نبی سر روڈ	٢٨	٦٢
٢٩	سانگلہ ہل	٣٤	٥٣	٣٠	گوجر خاں	٥٢	٣٤
٣١	وہاڑی منڈی	٤٥	٤٠	٣٢	چک ٩٩ شمالی	٢٤	٦٠
٣٣	چک ٥٥ ٢-ایل محمود آباد	١٢	٧٠	٣٤	روہڑی	٦٣	١٩
٣٥	نور نگر فارم	٥٧	٢٤	٣٦	چک ٨٢ ج ب سرشمیر روڈ	١٥	٦٤
٣٧	سانگھڑ	٤٢	٣٣	٣٨	کوٹ مومن	٣٧	٣٥
٣٩	چک ٣١٢ ج ب کتھووالی	٢٤	٤٧	٤٠	پتوکی منڈی	٣٧	٣١
٤١	ادرحمہ	٣١	٢٦	٤٢	چک ٢٧٦ ر ب گھوکھووال	٣٩	٢٨
٤٣	چک سکندر	٥٤	١٢	٤٤	چک ٦ ١١-ایل	٣٢	٣٢
٤٥	ڈوگری گھمن	٤٥	١٨	٤٦	کوٹ احمدیاں	١٣	٤٨
٤٧	فیروز والا	٢٩	٣٢	٤٨	کوٹ فتح خاں	١٥	٤٤
٤٩	محمود آباد (جہلم)	٣٢	٢١	٥٠	چک ٨٥ ج ب ہسیانہ	٢٣	٢٧
٥١	بھیرہ	٣٩	١١	٥٢	جڑانوالہ ※	٢٣	٢٣
٥٣	باغبانپورہ ⊗	٢٧	١٨	٥٤	چک ٨٧ جنوبی	١٤	٢٧
٥٥	تلونڈی راہوالی	٢٣	١٦	٥٦	رائے پور قادر آباد	٣٦	١
٥٧	گوبکی	١٨	١٥	٥٨	ملی پور گھلواں	١٩	١٣
٥٩	چک ٣٣ ج	١٤	١٧	٦٠	تارڑوا	١٨	١٢
٦١	مسن باڈہ ※	٢٢	٥	٦٢	ننکانہ صاحب	١٠	١٣
٦٣	چک ١٢٥ ١٠-آر	١٦	×	٦٤	چک ٧١ ج	٩	٥
٦٥	احمد نگر (مشرقی پاکستان)	١٠	٤	٦٦	چک ٣٠ ١١-ایل	١١	٢
٦٧	گڑھ محمد علی ※	×	×	٦٨	گوٹھ امام بخش	×	× ٤٤

نقد و نظر

ماہنامہ مصباح کا خلافت نمبر

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا ماہنامہ مصباح احمدی مستورات کا ترجمان ہے۔ اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اس کا خلافت نمبر شائع ہوا ہے جو مسئلہ خلافت کے متعلق بہت سے قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ مسئلہ خلافت کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ اسلام اور احمدیت کا مستقبل اسی مسئلہ سے وابستہ ہے۔ اس لحاظ سے اس پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔

زیر نظر خلافت نمبر میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مضمون نگاروں میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مکرم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

حصہ نظم میں مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اور جناب ثاقب زیروی صاحب کی نظمیں بھی شامل ہیں۔ ضخامت ١٤٤ صفحات۔ رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصاویر سے بھی مزین ہے۔ قیمت فی پرچہ

دعائے مغفرت

• عزیز زین العابدین انور نے مورخہ ٣/٧ / ٦٥ بروز اتوار ١½ بجے بعد دوپہر تین سال بیمار رہ کر وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

(چوہدری عبد الحق قادیانی معاون ناظر اعلیٰ قادیان)

• میرے والد محترم سید ولایت شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر وصایا ماہ جولائی ١٩٦٣ء میں ایک حادثہ سے زخمی ہو کر وفات پا گئے تھے۔ ابھی یہ صدمہ تازہ ہی تھا کہ ماہ جولائی ١٩٦٤ء میں میری حقیقی تایازاد ہمشیرہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ وفات پاگئیں۔ ماہ اگست ١٩٦٤ء میں میرے حقیقی تایا سید ولی محمد صاحب وفات پا گئے۔ ابھی یہ صدمات تازہ ہی تھے۔ کہ یکم رمضان المبارک ١/٥ / ٦٥ کو میری دوسری تایازاد ہمشیرہ سیدہ شفیقہ بیگم صاحبہ وفات پا گئیں۔ اور اب میرے دوسرے حقیقی تایا سید محمد صدیق صاحب احمدی جو کہ بہت بزرگ تھے مورخہ ٢٠ر فروری ١٩٦٥ء کو بعمر ٧٥ سال اپنے گاؤں شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان سب کا تھوڑے ہی عرصہ میں یکے بعد دیگرے جدا ہو جانا ہم سب خاندان کے افراد کے لئے سخت صدمہ کا موجب بنا ہے۔ جس کا ازالہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ مرنے والوں کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اور ہم سب لواحقین کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے بعد اپنے فضل و کرم سے خیر و عافیت رکھے۔ آمین۔

(عزیزہ محمد امین شاہ معلم اصلاح و ارشاد کتھووالی چک ٣١٢ ج ب ضلع لائلپور)

• میرے والد مکرم ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب مورخہ ٢٥ / ٢ / ٦٥ کو لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں قریباً ٧٥ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ ان کو مقبرہ بہشتی ربوہ کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ مجھے اور ان کے دیگر بچوں کو صبر جمیل دے۔ آمین

(محمد ذکاء اللہ خاں بی اے سعود آباد ١-S / ٣٥٧ کراچی)

درخواستہائے دعا

• مکرم بابو ثناء اللہ خان صاحب لاہور کا لڑکا مسعود گلشن ایک قتل کے کیس میں ماخوذ ہے۔

(سردار عبد الحق شاکر واقف زندگی تحریک جدید ربوہ)

• بندہ کو بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا ہے۔

(صوبیدار فضل محمد چک ٣٢٤ ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ)

احباب ہر دو کے لئے دعا فرمادیں۔

٦٩ - ظفر آباد اسٹیٹ ڈیہلا بینی × × ٤٣

(باقی)

نئے لنگر خانہ کی تعمیر اور ہمارا جماعتی فرض

احباب جماعت کی خاص توجہ کے لئے!

(از مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگر خانہ۔ ربوہ)

احباب کرام! لنگر خانہ ربوہ کی پہلی عمارت کے اکثر حصہ کے منہدم ہونے کے بعد نئے لنگر خانہ کی عمارت کو جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کا مسئلہ پہلے سے زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ جو ہم سب کی فوری توجہ کا محتاج ہے مرکز میں تشریف لانے والے مہمانوں کو خصوصاً جب کہ ان کے ساتھ خواتین بھی ہوں۔ یہاں قیام پذیر ہونے میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے دوسری طرف چندہ کی رفتار اتنی غیر تسلی بخش ہے کہ اس سے مجوزہ عمارت کا ایک حصہ بھی صحیح معنوں میں مکمل نہیں کیا جا سکتا۔

میں ان سطور کے ذریعہ جملہ احباب کی خدمت میں مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس یادگار اور جماعت کے اس اہم ترین ادارہ کی شایان شان تعمیر میں اس جوش و خروش سے حصہ لیں۔ جس کا مثالی نمونہ اور ریکارڈ وہ خدا کے فضل و کرم سے سلسلہ کی دوسری تحریکات میں قائم کر چکے ہیں اور جس پر غیروں نے بھی انہیں بارہا خراج تحسین ادا کیا ہے

مجھے یقین ہے کہ اگر ہم پوری طرح اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور جماعتوں کے ذمہ دار کارکن اور مخلص عہدیدار اور بااثر اور مخیر احباب اپنے اپنے دائرہ میں مؤثر تحریک فرمائیں تو جماعت کے ہر طبقہ کی عملی نمائندگی سے اس میں کافی رقم جمع ہو سکتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین اسلام کی اعانت کرنے والوں کے حق میں یہ دعا فرمائی ہے:۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است ... بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور خدا کے محبوب مسیح کی اس دعا کا مصداق و مورد بننے کی توفیق بخشے تا وہ ہمیشہ ہر مشکل اور ضرورت کے وقت خود ہی ہماری دستگیری فرمائے۔ آمین۔

نظارت تعلیم کے اعلانات:۔

ضرورت ٹرینڈ ہیڈ مسٹریس

نصرت گرلز مڈل سکول کنری میں ٹرینڈ ہیڈ مسٹریس کی ضرورت ہے۔ تنخواہ مطابق قواعد صدر انجمن۔ رہائش کی سہولت۔ ٹرینڈ استاد خاوند والی کو ترجیح۔ درخواستیں معرفت مقامی امیر بنام امیر صاحب جماعت احمدیہ کنری۔

۲۔ پی اے ایف میں کمشن پائلٹ

انٹرویو ۶۵/۳/۲۵ تک۔ شرائط میٹرک سیکنڈ ڈویژن عمر ۶۵/۸/۱۵ کو ۱/۲ ۱۶ تا ۲۲

مراکز انتخاب (۱) کراچی انگل روڈ (۲) ایبٹ روڈ لاہور (۳) دی مال راولپنڈی (۴) کوئینز روڈ کوئٹہ (۵) نارتھ سرکلر روڈ پشاور۔

(پ۔ ٹ ۶۵/۳/۱۶)

(ناظر تعلیم ربوہ)

افسوسناک سانحہ

مورخہ ۹ مارچ بروز منگل صبح تقریباً ۹½ بجے مکرم شیخ نذیر حسین صاحب نگوں کا جواں سال بیٹا مسعود احمد بعمر ۱۹ سال بجلی کا کرنٹ لگ جانے کی وجہ سے وفات پا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ مکرم شیخ محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھائی۔

قبر تیار ہونے پر مکرم مرزا سلام اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کرائی جماعت کی اکثریت نے جنازہ میں شرکت کی۔ مکرم شیخ نذیر حسین صاحب نگوں کی اس صدمہ کی وجہ سے قابل رحم حالت ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(خاکسار۔ محمد عمر بشیر احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنیوٹ)

نوٹس

درخواستہائے برائے عارضی سول اوورسیر گریڈ ۱۷۵-۱۵-۳۲۵/۱۵-۴۰۰ جو گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ رسول یا اس کے برابر کسی منظور شدہ ادارہ سے پاس شدہ ہوں بذریعہ دفتر روزگار مورخہ ۶۵/۳/۱۳ تک مطلوب ہیں۔ امیدواران بمعہ اصل سندات مورخہ ۶۵/۴/۸ صبح ۹ بجے دفتر زیر دستخطی برائے انٹرویو اور ٹیسٹ حاضر ہوں۔ انٹرویو کی علیحدہ اطلاع نہیں دی جائے گی۔ کوئی سفر خرچ وغیرہ بھی ادا نہیں کیا جائے گا۔

(بی اے ملک پی ایس ای I

(سپرنٹنڈنٹ انجینئر سرگودھا پراونشل سرکل۔ سرگودھا)

قائدین مجالس توجہ فرمائیں

قائدین مجالس کو مرکز سے براہ راست اور قائدین اضلاع و علاقہ کی معرفت اکثر توجہ دلائی گئی ہے۔ مجالس کی ماہانہ کارگزاری کی رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک سپرد ڈاک ہو جانی چاہیئے تاکہ پندرہ تاریخ سے پہلے مرکز میں پہنچ جائے مگر ابھی بہت سے قائدین ایسے ہیں جو اس طرف پوری توجہ نہیں دے رہے ہیں رپورٹ بھجوانے کے لئے ضروری ہے کہ مطبوعہ رپورٹ فارم کی مکمل خانہ پری معین اعداد و شمار کے ساتھ کی جائے اسی طرح رپورٹ فارم پر کرتے وقت اس کا خیال رکھا جائے کہ ان امور کا بھی اندراج ہو جو مہتممین مرکزیہ نے شعبہ جات کی گزشتہ رپورٹس پر اپنے ماہوار تبصروں میں دریافت کئے ہیں اور جس شعبہ میں آپ کی مجلس کا کوئی کام نہ ہو وہاں یہ لکھا جائے کہ کوئی کام نہیں ہوا۔ رپورٹ صرف ایک کارڈ (خط) پر بھجوا دینا درست نہیں البتہ اگر مطبوعہ فارم آپ کی رپورٹ کے لئے ناکافی ہو تو زائد کاغذ ساتھ لگائے جا سکتے ہیں مجھے امید ہے کہ تمام قائدین ہر ماہ بروقت مکمل رپورٹ بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

محترم میاں چراغ دین صاحب ولد جان محمد صاحب موصی نمبر ۳۱۳۹ نے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو چک ۵۵۹ احمد آباد۔ تحصیل جڑانوالہ۔ ضلع لائل پور سے وصیت کی تھی ان کا سابقہ ایڈریس یہ ہے چک ۳۰/۱۱۔ایل براستہ چیچہ وطنی ضلع منٹگمری۔ اگر کسی دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو یا موصی خود اس اعلان کو پڑھیں تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان سے وصیت کے سلسلہ میں خط وکتابت کی جا سکے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

گمشدہ قلم

میرا ایک قلم پارکر ۲۱۔ دار الصدر غربی سے کالج تک کے درمیانی راستہ میں گر گیا ہے اگر کسی صاحب کو ملے تو پہنچا کر ممنون فرمائیں (خاکسار محمد شریف خالد لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ٹی آئی کالج کا جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات

"تعلیم الاسلام کالج پاکستان کی شاہراہ ترقی پر ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے"

"یہ جن مقاصد کیلئے کوشاں ہے ان کا حصول ہمیں ترقی یافتہ اقوام کی صف میں لا کھڑا کرے گا"

کالج کے فارغ التحصیل طلباء سے زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی کا خطاب

ربوہ ـــــ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء ۹ ½ بجے صبح تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب اسلامی آداب کے مطابق نہایت سادہ اور پُر وقار طریق پر عمل میں آئی۔ اس تقریب میں ایم اے، بی ایس سی اور بی اے کے فارغ التحصیل طلباء کو محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مفوضہ اختیارات کی بناء پر اسناد عطا فرمائیں اور ملک کے بلند پایہ ماہر تعلیم، سائنسی علوم جدیدہ کے مشہور عالم و محقق اور ممتاز مفکر محترم جناب ڈاکٹر زیڈ اے۔ ہاشمی وائس چانسلر مغربی پاکستان زرعی یونیورسٹی لائل پور نے ان سے خطاب فرما کر انہیں بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ نیز علمی ترقی کے میدان میں تعلیم الاسلام کالج کے کارہائے نمایاں کو سراہتے ہوئے اسے نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

خطبۂ اسناد

محترم ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی صاحب نے اپنے نہایت پُر مغز خطبۂ اسناد میں اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ صدیوں کے علمی انحطاط اور زوال و اضمحلال کے بعد آج جب کہ اسلامی ممالک گزشتہ نصف صدی کے اندر اندر مغربی استعمار سے آزاد ہو چکے ہیں اسلامی دنیا میں انڈونیشیا سے مورے تینیا تک ایک امنگ ایک روحانیت ایک یگانگت اور ایک آرزوئے سبقت ہر طرف موجزن ہے جو ایک عظیم فکری اور عملی انقلاب کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا احساس زیاں کے ابھرنے اور عظمتِ رفتہ کو دوبارہ پا لینے کے جذبۂ بے پناہ کے پیدا ہونے کی وجہ سے اب جو نیا امید افزا دور شروع ہوا ہے اس میں ہمارے ملک کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ سائنسی ترقی کے ذریعہ ملک میں ایک ذہنی، فنی، اور معاشرتی انقلاب پیدا کیا جائے اور اس ملی انقلاب کو اس ہمہ گیر انقلاب سے ہم آہنگ کر دیا جائے جس کی بدولت ترقی یافتہ قومیں زندگی کے ہر شعبہ میں بام عروج پر پہنچی ہوئی ہیں۔ آپ نے اس انقلاب کے ذرائع، اس کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور اسے منصۂ شہود پر لانے کے سلسلہ میں حکومت کے دور رس تعمیری اقدامات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"آپ کا کالج اور اسی نوعیت کے سینکڑوں ادارے قومی ترقی کی اس بنیادی مہم میں نہایت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج ایک ایسا ادارہ ہے جس کی داغ بیل بھی ملی ترقی کے اسی مشن کے مطابق رکھی گئی ہے۔ اس کالج نے پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں اپنے حلقۂ اثر میں ذہنی اور اخلاقی ترقی کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں جناب پرنسپل صاحب نے اپنی سالانہ رپورٹ میں جن امور کی نشاندہی کی ہے وہ اس امر پر شاہد ہیں کہ یہ کالج پاکستان کی ترقی کی شاہراہ پر ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے سامنے بھی وہی مقاصد ہیں جن کا حصول ہمیں ترقی یافتہ اقوام کی صف میں لا کھڑا کرے گا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ سائنس اور سائنسی انداز فکر کا حصول اس ادارہ کے مقاصد میں ممتاز تر جگہ پا کر قوم کی نشأۃ ثانیہ کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔"

ملحقہ اداروں سے جامعہ پنجاب کی بے اعتنائی

قبل ازیں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے کالج کی سالانہ روداد جو اس کی مساعی جمیلہ کے مختصر خاکہ پر مشتمل تھی پیش کرتے ہوئے جامعہ پنجاب کی کالج کش پالیسی پر افسوس کا اظہار کیا۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ یونیورسٹی اور اس کے ملحقہ کالجوں کی توسیع و ترقی میں چولی دامن کا ساتھ ہے یونیورسٹی کا فرض ہے کہ وہ ملحقہ کالجوں اور بالخصوص مفصل کالجوں کو ان کے جائز حقوق دینے میں عدل و انصاف سے کام لے اور اعلیٰ تعلیم کے دروازے ان پر بند کر کے تعلیمی سہولتوں کو محدود رکھنے کی کوشش نہ کرے۔ مثال کے طور پر آپ نے بتایا کہ تعلیم الاسلام کالج ملک کے اس پس ماندہ اور تعلیمی لحاظ سے بے آب و گیاہ علاقہ میں یونیورسٹی کے نمائندے کی حیثیت سے وہ تمام ذمہ داریاں ادا کر رہا ہے جو قانوناً اور اخلاقاً یونیورسٹی کے فرائض میں داخل ہیں عملاً کالج کی ہر تعمیری کوشش اور کامیابی یونیورسٹی ہی کی کوشش اور کامیابی سمجھی جانی چاہیئے تھی لیکن بد قسمتی سے صورت حال اس سے مختلف ہے آپ نے فرمایا "ہم سالہا سال سے دیکھ رہے ہیں کہ ہماری توسیع و ترقی کی جائز کوششیں اور خواہشات یونیورسٹی کے طاق نسیاں کی زینت بن کر رہ جاتی ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ یونیورسٹی کے موجودہ بالغ نظر وائس چانسلر کی قیادت میں یونیورسٹی کی اس پامال اور حوصلہ شکن روش پر مستقبل قریب میں نظر ثانی کی جائے گی اور حق دار کو اس کا حق ملے گا اور علی الخصوص اعلیٰ سائنسی علوم میں تعلیم الاسلام کالج کی توسیعِ الحاق کی درخواست کو قبولیت کا شرف حاصل ہوگا۔

تقسیم اسناد کے مختصر کوائف

جلسہ تقسیم اسناد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی زیر صدارت کالج ہال میں منعقد ہوا۔ صبح ساڑھے نو بجے مہمانِ خصوصی محترم ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی محترم پرنسپل صاحب اور دیگر اساتذہ کالج کی معیت میں جلوس کی صورت میں ہال میں تشریف لائے ان کے مسند آرا ہونے پر کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کالج کے طالب علم حافظ محمد حسین صاحب نے کی۔ ازاں بعد محترم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب ایم اے (عربی)، کے فارغ التحصیل طلباء پیش کئے۔ جنہیں محترم پرنسپل صاحب نے سندات عطا فرمائیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گزشتہ سال کالج کی طرف سے تین طالبات اور آٹھ طلباء ایم اے عربی کے امتحان میں شامل ہوئے تھے۔ گیارہ کے گیارہ بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہے سات نے فرسٹ ڈویژن اور چار نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔ تین فارغ التحصیل طالبات کو جن کی نشست کا انتظام پس پردہ تھا، ان کی ڈگریاں وہیں پہنچا دی گئیں۔ بعد ازاں محترم پرنسپل صاحب نے علی الترتیب بی ایس سی اور بی اے کے فارغ التحصیل طلباء کو سندات عطا فرمائیں۔

سندات عطا فرمانے کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے کالج کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ آپ نے کالج کے شاندار نتائج علمی و ادبی اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں نیز کھیلوں کے میدان میں کالج کی شاندار کامیابیوں پر اختصار سے روشنی ڈالی۔ نیز یونیورسٹی پر زور دیا کہ وہ ملحقہ کالجوں پر اعلیٰ تعلیم کے دروازے بند نہ کرے اور اس بارہ میں عدل و انصاف سے کام لے آپ نے طلباء کو یہ باور کراتے ہوئے کہ حقیقی علم کا ابدی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے انہیں علم کے حقیقی سرچشمہ سے مضبوط تعلق استوار رکھنے کی نصیحت فرمائی۔

آپ کے بعد محترم ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی صاحب نے ایک نہایت پُر مغز خطبۂ اسناد ارشاد فرمایا جس میں آپ نے ملک میں سائنسی علوم کی ترویج اور سائنسی ترقی کی اہمیت واضح کرنے کے علاوہ اس ضمن میں تعلیم الاسلام کالج کی مساعی جمیلہ اور کارہائے نمایاں کو بہت سراہا اور اسے نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا (آپ کے خطبہ کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا)

تقسیم انعامات

محترم جناب ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی صاحب کے خطبہ اسناد کے بعد جلسہ تقسیم اسناد کی اختتام پذیر ہوا۔ بعدہٗ محترم پرنسپل صاحب کی درخواست پر محترم ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی صاحب نے تعلیم اور کھیل کے میدانوں میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے جس کے بعد تقسیم اسناد و تقسیم انعامات کی ہر دو تقاریب کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴